رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

THE ALHAKAM

—Qadian—

الحکم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

قیمت سالانہ
والیان ریاست
و امراء سے ۵۰ روپیہ
معاونین سے ۲۰ روپیہ
عوام سے ۵ روپیہ

مدینۃ المسیح قادیان دارالامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل و رحم کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی + دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

جلد ۲۵ ٭ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۲۳ء ٭ نمبر ۳۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زمان فریاد مے دارد کہ شاید نصرت را

مسلمانوں کیلئے زندگی اور موت کا سوال

یہ ایک کھلی صداقت ہے کہ ہندو مسلم اتحاد کی نمائش ختم ہو چکی ہے اور اب ان ہر دو قوموں میں باہمی تباغض اور تنفر نے خفیہ خیالات کے حدود سے نکل کر ایک خونی سمندر کی صورت اختیار کر لی ہے اور آئے دن کے فسادات نے بتا دیا ہے کہ دونو قوموں میں باہمی عداوت اور نفرت کی تمام قوتیں پورے جوش اور ہیجان کے ساتھ کام کر رہی ہیں۔ اسکا نتیجہ جو کچھ بھی ہو سکتا ہے وہ نظر آتا ہے۔

ہندوستان کے سیاسی لیڈر جنہوں نے واقعات اور حالات پر ایک دوربیں نظر سے توجہ کئے بغیر اور نتائج اور عواقب پر ذرا بھی فکر کئے بغیر شربت کے ایک گلاس سے یہ اتحاد قائم کیا تھا۔ اب اپنے اقرار اور اثر کو دیکھتے ہیں تو انہیں خود شرم آتی ہے اور اپنی بر خود غلط قوت کو ہیچ اور بیکار یقین کرنے پر مجبور ہیں۔ حالات روز بروز بدتر صورت اختیار کر رہے ہیں۔

اور اس کی تمام تر ذمہ داری میرے نزدیک

ان مسلم سیاسی لیڈروں پر ہے

جنہوں نے اپنی قوم کو ایک خیالی یا فرضی سوراج کیلئے بھیجا یا ہم نے ہمیشہ اس امر کا اعلان کیا ہے کہ ہم سے زیادہ ہندو مسلم اتحاد کا کوئی حامی نہیں۔ سب سے اول جس مرد خدا کی طرف سے پیغام صلح دیا گیا وہ وہی تھا جو

دنیا سے جنگ مٹانیکے لئے آیا تھا۔

اور شہزادہ امن کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اگر یہ صلح اس کے پیشکردہ اصولوں پر ہوتی تو نہایت پائیدار اور بہترین ثمرات کا موجب ہوتی۔ مگر اسوقت نفاق اور شقاق کے شیطانوں نے اس پیغام کو بھیانک صورت میں پیش کیا اور ادھر سے رخ بدلنے کے لئے پورا زور لگایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ

یہ آواز اسوقت صدا بصحرا سے بڑھکر نہ سمجھی گئی

لیکن آخر وہی لوگ جو اسوقت پیغام صلح کو پیغام جنگ کہتے تھے دوسری صورت میں جلوہ گر ہوئے اور انہوں نے ہندو مسلم اتحاد کی نئی طرح ڈالی جو جدا تھا۔ خدا کے مامور کے بتائے ہوئے طریق کے خلاف تھی۔ اور جس کی بنیاد نفاق اور خود غرضی پر اٹھائی گئی تھی اس کے ثمرات اور نتائج آج ہمارے سامنے ہیں۔ اب آئے دن کے

فسادات اور ہمسایہ قوم کی آویزش نے حالات کو بالکل بدل دیا ہے۔

ہندو قوم نے اپنے بقا کیلئے وقتی ضرورت کے ماتحت جن اصولوں پر عمل کرنے کے لئے قدم اٹھایا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ قومی عمارت کی تعمیر کے لئے وہ نہایت اہم اور ضروری ہیں اور انہیں سے ضروری اور مقدم

نظام قومی ہے

مسلمان جنکو نظام قومی کا سبق دیا گیا تھا جن کو واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاً اور ولا تفرقوا کا حکم دیا گیا تھا اس اصل سے غافل اور بے پرواہ ہی نہیں بلکہ وہ ان تمام اسباب کو اپنی ذات میں جمع کر رہے ہیں۔ جو نظام قومی کی عمارت کو منہدم کرنے والے ہیں۔

ہم اس حسرت افزا اور خونی منظر کو دیکھتے ہیں اور خون دل پی کر چپ ہو جاتے ہیں۔ لیکن اب آب از سر گذشت کا معاملہ ہو گیا ہے اور وقت آ گیا ہے کہ ہر ممکن طریق سے مسلمانوں کو اعتصام بحبل اللّٰہ کی دعوت دیجاوے اور ان کو پکارا جاوے شاید بعض سعید روحیں اٹھیں اور

اس آواز کی اہمیت پر کان رکھ سکیں

یہ امر کسی مزید تشریح کا محتاج نہیں کہ یہ اختلاف

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر چھپکر تراب منزل سے شائع ہوا)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باہمی کی بندش بہت حد تک ٹوٹ چکی ہے۔ اور اگر ہم اسکو دانشمندانہ اصول کے روسے دور نہ کریں گے تو آخر یہ ہماری موت کے سامان پیدا کر دیگی (خدا نہ کرے کہ ایسا ہو)

ہندو اخبارات نے اپنی قوم میں مسلمانوں کے خلاف زہر پیدا کرنے میں اپنی پوری قوت سے کام لیا ہے اور وہ اسکے نتائج کے آپ ذمہ دار ہیں۔ ہم نفرت پھیلانے کے کام کو نہایت **ذلیل** اور **حقیر** یقین کرتے ہیں۔ بلکہ اسلام کے خلاف سمجھتے ہیں۔

اسلام خدا کی تمام مخلوق سے **ہمدردی** اور مساوات کا سبق دیتا ہے۔ اور وہ کل نوع انسان کو اپنے اندر جذب کر کے ایک ہی گلہ اور ایک ہی پاسبان بنانا چاہتا ہے جس سے حقیقی اتحاد اور حقیقی قومیت پیدا ہوتی ہے۔ مگر اسوقت جبکہ **اسلام** کو دنیا سے مٹا دینے کے ذلیل منصوبے کئے جا رہے ہیں۔ ہمیں ضرورت پیش آئی ہے ہم مسلمانوں کو اس حقیقت سے آگاہ کر دیں خدا کے برگزیدہ بندہ نے آج سے تیس برس پیشتر ان حالات کو دیکھا تھا اور اسلام اور مسلمانوں کی حالت کا نقشہ دیکھ کر اپنے دلی جذبات کا اضطراری اظہار اس طرح کیا تھا۔

دور ایں ایام پر آتش بخواب خوش چساں خسپیم
نالہ فریاد دے دارد کہ بہت نامید نصرت را

وہی آواز آج اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے ایک صور محشر کی صورت میں آرہی ہے۔ بے کس اور معصوم بچوں پر جنکو دنیا کی کوئی جنگ ہو جس جنگ جو قوم بھی باہمی عناد اور جنگ میں ضرر پہونچانا پسند نہیں کرتی۔ یہ انتہا پر موجود ہو کے واعظ اور منناد نہایت سنگدلی کے ساتھ چاقوؤں سے ہلاک کر دینے میں مطلقا نہیں کرتے (جیسا کہ ابھی آگرہ کے فسادمیں اس قسم کے واقعات پیش آئے ہیں)

ایک طرف اسلام پر حملہ کیا گیا ہے اسکی روشن اور پاک صداقتوں کو بدنما صورت میں پیش کرنے کے لئے ان کے اخبارات اور اہل **قلم** اٹھے ہیں اور دوسری طرف مسلمانوں کو انکے پاک مذہب سے الگ کرنے کے لئے ہر قسم کے حیلے اور مکاید اختیار کئے جا رہے ہیں اور اسپر کفایت نہ کر کے اب انکی ہستی کا خاتمہ کرنیکا زبردست منصوبہ کیا گیا ہے۔ گویا مسلمانوں کو یہ چیلنج دیا گیا ہے کہ یا تو وہ اپنے پاک مذہب کو اپنی ہستی پر قربان کریں۔ اور یا موت کے گھاٹ سے اتر جانے کو طیار ہو جائیں۔ میں دلی شعور اور بصیرت سے جانتا ہوں کہ اسلام اس مقابلہ میں پیچھے نہیں ہٹے گا۔ اور ایک صادق اور وفادار مسلم اس سودے کو آسانی سے کریگا کہ وہ موت کو ایمان فروشی پر ترجیح دیگا

بے شک ایک مسلمان کے لئے مذہب کے مقابلہ میں جان دینا آسان ہے لیکن اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو نفس انسانی کے حقوق بھی انسان پر لازم کرتا ہے اور کہتا ہے کہ

لنفسک علیک حق

اسلئے غفلت اور بے پروائی کی حالت میں دشمن کا شکار ہو جانا یہ ایک قسم کی خودکشی ہے مسلم کا فرض ہے کہ وہ ہوش

اور ہوشیار رہو ہمد واقعات اور حالات نے ہمکو محسوس کرا دیا ہے کہ

وہ بھولا ہوا سبق وحدت کا پھر یاد کریں

اعتصام بحبل اللہ کی تعلیم اسلام کا پہلا سبق تھا مگر تم نے اسے چھوڑ دیا اور ہندو قوم سنگٹھن

کی صورت میں اسکا پھل خود وہ کھا رہی ہے

مگر مسلمان اس سبق کو بھول چکے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے گھر میں جنگ چھیڑ رکھی ہے۔ ایسی صورت میں کیا کسی کو ہر منصور ہاتھ آ سکتا ہے؟

کہیں شیعہ سنی کے جھگڑے ہیں۔ اور کہیں جھگڑا احمدی اور غیر احمدی کی جنگ ہے۔ ہم ان تفرقوں میں مبتلا ہیں اور دشمن اپنے پورے ساز و سامان کے ساتھ اور پوری قوت و طاقت کے ساتھ حملہ آور ہو رہا ہے۔ اگر اسوقت ان خانہ جنگیوں کو ترک نہ کیا گیا اور ایک صف میں کھڑے ہو کر دشمن کے حملہ کا جواب نہ دیا گیا تو یاد رکھو کہ پھر

نتیجہ خطرناک ہوگا

(خدا نہ کرے کہ ایسا ہو) بھلا اگر کسی شخص کے گھر کو آگ لگ رہی ہو وہ اسکے بجھانے کی فکر کریگا یا خاندان کے ممبروں میں کوئی اختلاف رائے ہو تو اسپر اسوقت بحث کا اکھاڑہ جمائے گا اگر وہ اسوقت اس بحث میں پڑیگا تو اس سے بڑھکر احمق اور نادان کوئی نہیں ہے۔

پس وقت کی نزاکت کا احساس **لازمی** چیز ہے اور کم از کم دس سال کے لئے ان تمام اندرونی نزاعوں کو الگ کر کے رکھ دو اسکا یہ منشا نہیں کہ تم اپنے خیالات اور معتقدات کا اظہار نہ کرو بلکہ اس میں تلخی اور عداوت کے جذبات کو اپنے دلوں سے نکال دو بلکہ تمہارا یہ اختلاف

اختلاف امتی رحمۃ

کا مصداق ہوگا۔ ان حملوں کے دفاع کیلئے جو اسلام پر ہو رہے ہیں ایک ہو جاؤ اور اپنی پوری قوت اور طاقت کے ساتھ متحد ہو کر ان طریقوں سے دشمن کی زد سے بچو جو امن اور سلامتی کو پیدا کر دے۔ اور اس کرہ کو جو ہندو مسلم کشیدگی کے رنگ میں تبدیل ہو گیا ہے حقیقی **اتحاد** اور **مواخاۃ** کی صورت میں بدل دو۔ اسلئے جس چیز کی ضرورت ہے وہ وہی چیز ہے جس کو قرآن مجید نے اعتصام بحبل اللہ کے نام سے تعبیر کیا ہے یہ آواز ہر طرف سے اٹھ رہی ہے کہ مسلمانوں میں اتحاد ہونا لازمی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ سوال اب مسلمانوں کی **زندگی اور موت** کا سوال ہو گیا ہے

اگر اب نہیں تو پھر کبھی نہیں

کے اصول پر اگر اب مسلمانوں نے وقت کی نزاکت کو نہ شناخت کیا تو پھر نہیں اپنی رہی سہی عزت و وقعت کو اپنے ہاتھ سے دفن کر دینا چاہیئے میں کسی دوسری جگہ وہ اقتباس دیتا ہوں جن سے معلوم ہوگا کہ کس طرح یہ احساس ہو رہا ہے اب ایک ہی بات باقی ہے۔

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

سنت نہال سنگھ نمک خوردن و نمکدان شکستن کے مصداق بن گئے

حضور نظام کے خلاف الزامات

اپنے قیام حیدرآباد کے ایام میں سنت نہال سنگھ صاحب حیدرآباد تشریف لائے تھے اور حضرت نظام کی فیاضی اور مہربانی سے بہرہ اندوز ہوئے۔ اس نمک خوری کا نتیجہ ان مضامین کی صورت میں ظاہر ہوا ہے جو انہوں نے حضور نظام کے خلاف الزام لگاتے ہیں لکھے ہیں۔ ریاست کی طرف سے ان الزامات کی باقاعدہ تردید کی گئی ہے۔ جنکو ان الزامات پر تردید کے بعد کچھ بھی بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔

سنت نہال سنگھ نے جو طریق اختیار کیا ہے وہ سراسر نمک خوردن و نمکدان شکستن کا مصداق ہے اور حیدرآباد کی وہ پبلک جو ان مہربانیوں اور مسافر نوازیوں سے واقف ہے جو سرکار نظام نے سنت نہال سنگھ پر کی تھیں نہایت افسوس سے اس قسم کے مضامین کو پڑھے گی۔

ہر انتظام خواہ وہ کیسا ہی عمدہ کیوں نہ ہو ہمیشہ **ترقی** اور بہتری کا محتاج ہوتا ہے اور نظام گورنمنٹ میں بھی مزید اصلاحات کی ہمیشہ ضرورت رہیگی۔ جبکہ دنیا کی بہترین حکومتوں میں بھی ہمیشہ **اصلاح** کی ضرورت اور گنجائش تسلیم کی گئی ہے لیکن نکتہ چینی کا طریق اور وہ بھی معاندانہ طریق **صحافت** کے دامن پر تاریک داغ ہے۔ سنت نہال سنگھ کے الزامات صاف طور پر اس امر کو ظاہر کرتے ہیں۔ کہ حیدرآباد کے خلاف ہندو قوم کے جذبات کو دشمنی اور عداوت سے تبدیل کر دیا جاوے۔ بجائیکہ حیدرآباد میں ہندو رعایا کے حقوق کی پوری حفاظت ہوتی ہے۔

میں ایک شعور کے ساتھ جو ہندو پریس کے مطالعہ سے پیدا ہوا ہے اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ ہندو قوم میں نظام کے خلاف منافرت پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔ اور یہ سپرٹ اسوقت سے بڑھ گئی ہے جب سے کہ استرداد برار کا سوال اوٹھایا گیا ہے۔ میری رائے میں حیدرآباد کی تعلیم یافتہ ہندو آبادی کا یہ فرض ہے کہ وہ خود **جلسے** کر کے اس قسم کی ہزلیات کی تردید کرے۔ جو انکے ولی نعمت کو بدنام کرنے کے لئے انکی آڑ میں کی جاتی ہیں۔

سنت نہال سنگھ نے یہ نظام نوازی کا معمولی ثبوت دیا ہے۔ حیدرآباد کے پریس کا یہ فرض ہے کہ اس قسم کے الزامات کا بطور خود جواب دیں۔ میں نے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں تحریک کی تھی کہ نظام گورنمنٹ کو ایک کمیونک کے ذریعہ ان الزامات کی تردید کرنی چاہیے نہایت خوشی کی بات ہے کہ نظام گورنمنٹ کی طرف سے انکی باقاعدہ تردید ہوئی ہے مگر حیدرآبادی پریس کا فرض ہے کہ واقعات کی روشنی میں ایسے الزامات کی تردید کرے۔ میں اگر غلطی نہیں کرتا تو میں کہہ سکتا ہوں کہ سنت نہال سنگھ صاحب کو ایک معقول رقم عثمانی عہد کی کوئی تاریخ لکھنے کیلئے دی گئی تھی کیا

(114)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت ماسٹر قادر بخش صاحب مرحوم

۱۰ر جولائی کے الحکم میں مکرمی ماسٹر صاحب مرحوم کی خبر وفات شائع ہوئی تھی اور میں نے لکھا تھا کہ مختصر حالات پھر لکھے جاوینگے۔ عزیز مکرم مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے نے حضرت ماسٹر صاحب کے مختصر حالات سادہ الفاظ میں واقعات کی روشنی میں لکھے ہیں اور یہ مضمون چاہتا ہے کہ ابھی وہ کچھ اور لکھیں گے اس سلسلے میں ان حالات کو نہایت محبت اور عزت کے ساتھ درج کرتا ہوں۔ اور میں خود جو کچھ بھی لکھنا چاہتا ہوں اُسے دوسرے وقت کے لئے رکھتا ہوں۔ (ایڈیٹر)

میرے والد ماسٹر قادر بخش صاحب مرحوم و مغفور ۲۶ اگست ۱۸۷۰ء کو بمقام لدھیانہ پیدا ہوئے۔ آپکے والد کا نام عظمت علی اور والدہ کا نام فاطمہ تھا۔ آپکے آباؤ اجداد زمینداری کیا کرتے تھے۔ آپکے والد تھوڑی سی اردو و انگریزی جانتے تھے۔ طب کیا کرتے تھے۔ گزارہ ملازمت پر تھا اور کسی کام سے عار نہ تھی۔ گتکے کے استاد تھے اور اسوجہ سے عام طور پر خلیفہ کے نام سے مشہور تھے۔ والد صاحب کو انہوں نے مشن ہائی سکول لدھیانہ میں داخل کر دیا جہاں آپنے انٹرنس تک تعلیم پائی۔ آپ کی شادی ۱۷ر جون ۱۸۹۳ء کو آپ کے چچا عالم کے ہاں ہوئی انٹرنس پاس کرتے ہی مشن سکول کے پرنسپل نے آپکو اسی سکول میں ۱۷ر جولائی ۱۸۸۸ء کو ٹیچر مقرر کر دیا۔ ۱۸۹۱ء میں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لدھیانہ تشریف رکھتے تھے تو ماہ رمضان کے آخری جمعہ میں مولوی عبدالعزیز لدھیانوی نے اپنے وعظ میں حضرت صاحب کی بہت سی مخالفت ظاہر کی اور کہا کہ ہمارے ساتھ مرزا صاحب مکہ معظمہ چلیں یا کابل نزدیک ہے وہاں چلیں تو دعویٰ مسیحیت کی حقیقت ظاہر ہو جائے گی۔ یہ وعظ سنکر والد صاحب کے دل میں تحریک ہوئی۔ کہ خود چلکر ایسے شخص کو دیکھنا چاہیئے۔ چنانچہ آپ بلا دریافت مکان حضرت اقدس عیدگاہ سے چلے اور عین اس مکان پر جا ٹھہرے جہاں حضور رونق افروز تھے۔ اندرون خانہ گئے تو کیا دیکھا کہ حضور مشتاق بشاش تشریف فرما ہیں۔ اور لوگ مخالف اور موافق گرد اگرد بیٹھے ہیں۔ کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ۔ آخر حضور نے فرمایا (والد صاحب اپنی یادداشت میں تحریر فرماتے ہیں) کہ ہمیں مولوی تن تنہا کسی جنگل میں لے چلیں اور ہمراہ ایک رسا بھی لے چلیں اور ہماری باتوں کا جواب دیدیں۔ اور ہمارے گلے میں وہی رستا ڈالکر گلا گھونٹ دیں۔ ان الفاظ کو سنکر لوگوں کے دل رقیق ہو گئے اور مجھے تو آپ کی صداقت کا یقین ہو گیا۔ اسکے بعد اکثر میرا اصول یہ تھا کہ بوقت نماز عصر (مدرسہ سے چھٹی ہوتے پر) حضور کے در دولت پر حاضر ہوتا اور بعد مغرب وہاں سے واپس آتا۔ ایک دفعہ مشن سکول کا ایک دیسی عیسائی بنام ولیم ہوسٹن اور ایک دیگر بنگالی عیسائی بنام آر۔ کے بیزجی حضور کی ملاقات کو گئے۔ بعد سلام بات چیت حضور نے ہر دو عیسایان کو بیٹھنے کے لئے ارشاد فرمایا چپر ولیم ہوسٹن تو بیٹھ گیا اور مزاج پرسی کی مگر بنگالی کھڑا رہا۔ حضور نے بنگالی مذکور کا بھی نام دریافت فرمایا۔ بنگالی نے جواب دیا آپ تو مسیح ہیں میرا نام نہیں جانتے۔ حضرت اقدس نے اسی وقت فرمایا کہ اصل مسیح بھی دریافت نہ کر سکا کہ انجیر کے درخت کو پھل ہے یا نہیں۔ خواہ مخواہ درخت پر لعنت کی۔ حالانکہ معمولی کسان بھی انجیر کے پھل کو خوب جانتے ہیں۔ بنگالی مبہوت رہ گیا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کا جب مباحثہ لدھیانہ میں مولوی محمد حسن کے مکان میں ہوا۔ تو والد صاحب اس مباحثہ میں شامل تھے۔ اسکا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ اوائل ایام میں سُنی، شیعہ اور غیر مقلد یکجائی طور پر مخالفت پر تلے ہوئے تھے۔ اور اپنی اپنی کتب مولوی محمد حسین کے حوالے کرتے تھے۔ چنانچہ جسدن مولوی مذکور نے یہ سوال کئے۔ کہ بغیر حدیث کے ہمکو تمام حلال اور حرام میں تمیز کرنا مشکل ہو جائیگا۔ ہم لوگ بھی گھبرائے اور در دولت پر حاضر ہو کر جب حضور اندرون خانہ تشریف لے چلے ہم میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور اگر کسی کتاب کی ضرورت ہو تو حاضر کی جاوے۔ حضور نے حمائل شریف ہاتھ میں لیکر فرمایا۔ کہ ہمکو یہی کتاب کافی ہے۔ یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ جسوقت مولوی عبدالحق غزنوی کے ساتھ حضرت صاحب کی لدھیانہ میں گفتگو ہوئی تھی تو میں وہاں موجود تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۹۵ (طبع اول) پر والد صاحب کا نام ان معزز غیر جانبدار احباب میں لکھا ہے کہ جن سے مولوی محمد حسین نے گواہی نہیں لی تھی اور جو نہی اشتہار میں چھاپ دیا تھا کہ مرزا صاحب بھاگ گئے۔ والد صاحب اس شہادت کو ایک جگہ ان الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں "حضور ہمارے ساتھ مکان (مباحثہ) سے باہر تشریف لے آئے۔ اور دروازے پر منشی میراں بخش اکونٹنٹ کی گاڑی تیار کھڑی تھی۔ کسی نے کہا حضور سوار ہو جایئے۔ حضور نے فرمایا کیا ضرورت ہے پیدل چلیں گے سیر ہو جائیگا۔ چنانچہ خرادیوں والے بازار میں ہوتے ہوئے چوڑے بازار سے اور سنہری مسجد کے راستے سے بڑے اطمینان اور تسلی سے خندہ حسب معمول گفتگو کرتے ہوئے مکان پر آ پہنچے۔ میراں بخش مذکور سواری گاڑی پہلے پہنچ گیا اور سامنے آ کر عرض کی کہ حضور میری گاڑی پر سوار ہو جاتے حضور نے ارشاد فرمایا کہ کسی دوست نے کہا تو تھا مگر ہمنے یہی مناسب خیال کیا کہ پیدل چلیں سیر ہو جائیگی اور مخالف لوگ یہ نہ کہہ سکیں گے کہ گاڑی میں بیٹھ کر بھاگ گئے۔"

۱۸۹۲ء میں آپ نے لاہور جا کر ۔ ۔ ۔ کی سند حاصل کی اور مئی ۱۸۹۲ء میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی اور باقاعدہ سلسلہ میں داخل ہو گئے۔ جب آپکے والد کو معلوم ہوا کہ آپنے بیعت کر لی ہے تو انہوں نے آپ کو سخت تنگ کرنا شروع کر دیا۔ وہ مولوی عبدالعزیز کے خاص مُریدوں میں سے تھے۔ ہر روز آپ کے ساتھ جنگ کرتے تھے۔ اور بولتے بولتے مارپیٹ پر اتر آتے تھے۔ اور اتنا مارا کرتے تھے کہ بعض دفعہ والد صاحب بیہوش ہو جایا کرتے تھے۔ مگر کبھی اُف تک نہیں کی۔ اور نہ کبھی اپنے والد کا مقابلہ کیا۔ گلہ یا شکوہ کیا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی اگر انکی تکلیف کو دیکھکر یہ کہا کہ جانے دیں آپ ہی ذکر نہ کیا کریں تو نہایت ہی سختی سے ڈانٹے اور کہا کہ خبردار آئندہ مجھے ایسی بات نہ کہنا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ میں تبلیغ چھوڑدوں ہر روز گالیاں سنتا رکھاتے بیہوش ہوتے مگر اپنے والد کو پیغام حق سُنانے اور سمجھانے سے باز نہ رہتے۔

باوجود والد کی اس قدر سختی اور مخالفت کے آپ کا یہ حال تھا کہ جس دن نوکر ہوئے اسی دن سے والد کو کہدیا کہ اب آپ آرام کریں۔ آپ کو کمانے کی ضرورت نہیں چنانچہ ان کو آخری دم تک کام نہیں کرنے دیا۔ اور ہر طرح ان کی خدمت کرتے رہے۔ اور وہ آپ سے بہت ہی خوش گئے۔ سعد اللہ لدھیانوی آپ کے ساتھ ہی مشن سکول میں مدرس تھا۔ اور اکثر والد صاحب سے بحث مباحثہ ہوتا رہتا تھا۔ والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ وہ آپ سے دیا کرتا تھا۔

۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو جس دن عبداللہ آتھم والی پیشگوئی کے پورا ہونے کا انتظار تھا۔ آپ قادیان تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت صاحب اس دن یہ فرماتے تھے کہ آج سورج غروب نہیں ہوگا کہ آتھم مرجائیگا۔ مگر جب سورج غروب ہو گیا تو لوگوں کے دل ڈوبنے لگے۔ آپ فرماتے تھے کہ مجھے اسوقت کوئی گھبراہٹ نہیں تھی ہاں فکر اور حیرانی ضرور تھی۔ لیکن جس وقت حضور نے تقریر فرمائی اور ابتلاؤں کی حقیقت (ابتلائی) تو طبیعت میں بشاشت اور انشراح صدر پیدا ہو گیا۔ اور ایمان تازہ ہو گیا۔ فرماتے تھے کہ میں نے امرتسر جا کر عبداللہ آتھم کو خود دیکھا۔ عیسائی اسے ایک گاڑی میں بٹھائے ہوئے بڑی دھوم دھام سے بازاروں میں لئے پھرتے تھے۔ لیکن میں اُسے دیکھکر یہ سمجھ گیا کہ واقعہ میں وہ مر گیا ہے۔ اور یہ صرف اسکا جنازہ ہے جسے لئے پھرتے ہیں آج نہیں تو کل ضرور مرجائیگا۔

۱۸۹۵ء میں پرائیویٹ طور پر آپنے ایف۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ تین سال تک باقاعدہ طب بھی سیکھتے رہے۔ ۱۸ر اگست ۱۸۹۶ء کو آپ کی والدہ ماجدہ فوت ہو گئیں۔ جس کا آپ کو سخت صدمہ ہوا۔ کیونکہ آپ کی والدہ کو آپ کے ساتھ اشد محبت تھی۔

۱۲ر مئی ۱۸۹۷ء کو لیکھرام والی پیشگوئی کے پورا ہونیکے متعلق جو شہادات حضرت صاحب نے استفتاء کے ذریعہ سے طلب کی تھیں اور جو فارم تصدیق اسکے ساتھ بھیجے تھے وہ والد صاحب نے پُر کیا ہوا ہے اور خانہ تصدیق میں یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔ "یہ پیشگوئی ایسی صفائی اور خوش اسلوبی سے پوری ہوئی ہے کہ اس کی نظیر میری نظر میں تو کوئی نہیں ہے"

آپ کا نام ۳۱۳ اصحاب مسیح موعودؑ میں نمبر ۱۵۱ پر درج ہے جس وقت گورنمنٹ اسکول لدھیانہ قائم ہوا تو والد صاحب کی خدمات یکم مارچ ۱۹۰۰ء سے اسمیں منتقل ہو گئیں۔ آپ کا ارادہ تھا کہ بی۔ اے کا امتحان دیں۔ چنانچہ تمام کورس منگا کر آپ نے تیاری شروع کی ہی تھی کہ محلہ والوں کے ساتھ مقدمات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور چھ سات سال تک جاری رہا۔ یہ زمانہ آپ کے لئے سخت ہی مشکلات اور مصائب کا تھا۔ محلہ سارا مخالف اور پھر جاہل اور اجڈ آدمی۔ کبھی مارپیٹ کا منصوبہ کر کے وقت بے وقت حملہ کرتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کبھی مکان گرانے کو آجاتے۔ کبھی جھوٹے مقدمات بنا کر آپکو عدالت میں لے جاتے۔ دیوانی مقدمات سے آپکو تنگ کیا کرتے۔ فوجداری مقدمات سے آپ کو قید کرانے کی کوشش کرتے۔ مالی مشکلات علیحدہ پریشان کر رہی تھیں۔ خاندان میں ایسا کوئی نہ تھا جو آپ کی کسی طرح مدد کر سکتا۔ سب نے جواب دیدیا تھا۔ حتیٰ کہ والد نے بھی کہدیا تھا کہ دشمنوں سے معافی مانگ کر صلح کر لینی چاہیئے۔ مگر آپ نے نہایت ہی بہادری اور دلیری کے ساتھ تن تنہا تمام تکالیف کو برداشت کیا اور فرمایا کہ منت تو خدا ہی کی کرونگا کسی آدمی کی منت کرنی نہیں آتی۔ آپ کا اگر کسی پر سہارا تھا تو محض اللہ تعالیٰ کی ذات پر۔ حضرت اقدس کو دعاؤں کے لئے خطوط لکھتے اور آپ دعا کرتے۔ آپ کے مقابلہ میں محلہ والوں کا ایک بڑا جتھہ تھا مگر خدا کی شان کہ مقدمات چیف کورٹ تک پہونچکر آپ کے حق میں فیصلہ ہو گیا۔ اور ادھر طاعون پڑی اور تمام کے تمام مخالف مر گئے۔ ایک ایک گھر سے ایک ایک وقت میں چار چار مُردے نکلتے۔ آپ کے مکان کی دیواروں سے لگتے ہوئے مکانات خالی ہو گئے۔ گالیاں دینے والے خاموش اور بکواس کرنیوالوں کا نام و نشان تک نہ رہا۔ یہ لوگ حضرت صاحب کے دشمن تھے۔ اور والد صاحب کے خلاف اپنی شرارتوں میں حد سے بڑھے ہوئے تھے۔ خدا تعالےٰ کی غیرت نے سب کو تباہ اور برباد کر دیا۔ چند ایک بچے رہ گئے جو آپکی امداد کے محتاج اور دست نگر تھے۔ والد صاحب خوشی میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

گڑھے میں تو نے سب دشمن اتارے
ہمارے کر دیئے اونچے منارے
مقابل میں مرے یہ لوگ ہارے
کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے

آپ کا ایک رشتہ دار مسمی اللہ دتا حضرت اقدس کا نہایت ہی گندہ دشمن تھا۔ اور ہمیشہ بدزبانی سے آپ کا ذکر کیا کرتا تھا۔ اس سے والد صاحب مرحوم کی ہمیشہ لگی رہتی تھی ایک دن تنگ آکر آپ نے اسے کہا کہ اچھا تم استخارہ اور دعا کر دو اور پھر دیکھو۔ لیکن دل صاف کر کے دعا مانگنا۔ اس نے ایک دن استخارہ کیا یا نہ کیا دوسرے دن آکر کہنے لگا مجھے خواب آئی ہے کہ مرزا صاحب جھوٹے ہیں۔ یہ سنتے ہی والد صاحب خاموش ہو گئے اور فرمایا کہ اب تمہارا معاملہ اللہ کے سپرد ہے دوسرے تیسرے دن اسے طاعون ہو گئی اور زبان بند ہو گئی۔ اور سخت دکھ سے ہلاک ہو گیا۔

۱۴ جولائی ۱۹۰۶ء کو دادا صاحب کا انتقال ہو گیا اور ۱۳ اگست ۱۹۰۶ء کو آپ کی تبدیلی امرتسر کو ہو گئی امرتسر آکر والد صاحب نے انجمن کو باقاعدہ کر کے ایک مہمان خانہ اور لائبریری کھولی۔ اور کئی ایک آدمیوں نے آپ کے ذریعہ سے حضرت صاحب کی بیعت کی۔ ۲۸ مارچ ۱۹۰۸ء کو آپکی تبدیلی پھر لدھیانہ کی ہو گئی۔ لدھیانہ میں آپ نے کمیٹی باغ کے سامنے ایک احمدیہ ریڈنگ روم کھولا جہاں سلسلہ کی کتب رکھی جاتی تھیں۔ جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ہوئی اسوقت آپ لدھیانہ تھے۔ تار کسی کو آئی تھی۔ مگر آپ نے اعتبار ہی نہیں کیا اور یہ مانا ہی نہیں کہ حضرت صاحب فوت ہو گئے ہیں۔

۱۹۱۱ء میں آپ نے S A V کی سند حاصل کی اور ۱۴ جولائی ۱۹۱۳ء کو آپ ہوشیارپور تبدیل ہو گئے جہاں آپ نے علاوہ شہر میں روزانہ تبلیغ جاری رکھنے کے ارد گرد دیہات میں اتواروں کو جا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پہونچایا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت آپ کو اللہ تعالےٰ نے بذریعہ خواب حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ کی بیعت کرنیکی ہدایت کی۔ اور آپ مبائعین میں داخل ہو گئے ۱۵ مئی ۱۹۱۹ء کو آپ کی تبدیلی لدھیانہ کی ہو گئی ::

مجاہد مصری کا مقدس عہد خدمت الحکم کیلئے

مجاہد مصری نے الحکم کے احیاء و بقاء کیلئے اپنا عہد بھیجا ہے میں اسے اپنے لئے بہترین ذریعہ خوشی اور تسلی یقین کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ کریم اسے وفائی کامل توفیق دے آمین (ایڈیٹر)

میرے پاس آج ہی الحکم کے تین پرچے پہنچے جن میں سے ۷ جون کے پرچے میں حضرت والد صاحب قبلہ کا ایک مختصر پیام بعنوان پیر علاقہ اردو میری نظر سے گذرا میں اسکو پڑھ کر بہت متاثر ہوا۔ اور خصوصاً ان حالات میں جبکہ ایک بڈھا انسان اپنی بیماری اور صحت کی کسی حالت کو نہ دیکھتا ہوا ہر وقت خدمت قوم اور دین کے لئے تیار رہتا ہو تو ایک زندہ قوم کا فرض اولین ہونا چاہیئے کہ اس کی آواز کو جو میں گونجنے کے لئے نہ چھوڑ دے بلکہ اس کو سنکر اس پر توجہ فرمائے۔ ناظرین الحکم نے الحکم سے جو شکوہ آج کا نہیں بلکہ برسوں سے یہ شکوہ چلا جا رہا ہے اور بارہا کیا گیا۔ سینکڑوں نہیں ہزاروں روپیہ الحکم کا ایسے احباب کی نظر ہوا۔ اسمیں شک نہیں کہ وہ بزرگ بھی موجود ہیں جنہوں نے عُسر یُسر میں الحکم کا ساتھ دیا مگر ایک حصہ ان بزرگوں کا ہے جن کو ہمیشہ سے یہ عادت رہی ہے کہ وہ قیمت کی ادائیگی میں سکوت اختیار کرتے رہے ہیں۔ یہ ایک زندہ قوم کے لئے دھبہ ہے۔ جیسے حضرت والد صاحب نے اعلان فرمایا ہے کہ الحکم تجارتی مقصد کے لئے نہیں۔ پھر ان حضرات کو جو سچے طور پر سلسلہ کے خادم ہیں ضروری تھا کہ وہ اس خادم دین کی نصرت کے لئے کھڑے ہوتے۔ امید ہے جماعت کے بزرگ حضرات اس کی طرف توجہ کریں گے۔

اللہ تعالےٰ کے حضور مقدس عہد

اسجگہ حضرت والد صاحب قبلہ نے نیا اعلان کیا ہے کہ میں اپنی زندگی تک بہر حال اس کو زندہ رکھنے کی کوشش کرونگا۔ اول تو ہم اس بے نظیر و بے نفس خادم دین کی بیش از بیش حیات کے لئے دعا فرماتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ ایک عرصہ دراز تک اس وجود کو سلامت رکھے اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اور پھر اس کے بعد میں تمام جماعت احمدیہ کے سامنے اور حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی کے حضور اور اپنے والد صاحب اور سب سے بڑھکر اپنے مولیٰ کے حضور یہ مقدس عہد کرتا ہوں۔ کہ الحکم جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کی یادگار ہے اور جس کی خدمت کا عہد سلسلہ کے خادم قدیم میرے والد صاحب نے قوم اور خلیفہ اور پھر اللہ تعالےٰ کے حضور باندھا ہے اور باندھا تھا۔ اس الحکم کی خدمت کا عہد میں بھی باندھتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے جب تک میں بھی زندہ رہونگا الحکم کے احیاء کے لئے کوشش کرونگا۔ اور اپنی زندگی کا جہاں میں نے مقصد وحید سلسلہ احمدیہ کی اشاعت اور ترقی قرار دیا ہے۔ (اے رب مجھکو اس کی پوری پوری توفیق عطا فرماویں) وہاں میری زندگی اور حیات کا مقصد الحکم کی خدمت اور بقا بھی ہوگا۔

یہ مقدس عہد ہے جو میں خدا اور اس کی پاک جماعت کے سامنے کرتا ہوں۔ اے میرے رب مجھ کو اس کے پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔

اور مجھکو یقین ہے کہ ایڈیٹر الحکم کی اولاد میں سے کوئی متنفس کبھی ایسا نہ ہوگا کہ جس کے دل میں یہ جذبہ نہ ہو کہ جو کام انکے والد بزرگوار کی زندگی کا مقصد وحید ہے اسکو پورا کرنے میں ہم میں سے کوئی کوتاہی کرے گا۔ غالباً حضرت والد صاحب نے ہماری علمی و عملی کمزوری دیکھ کر الحکم کیلئے یہ شرط لگائی۔ مگر میں والد صاحب قبلہ کو خدا کے فضل سے یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ الحکم اسوقت تک زندہ رہیگا جب تک ایڈیٹر الحکم کی نسل دنیا پر قائم رہے گی۔

میری درخواست دعا

اسکے بعد میں جماعت کے مقدس نفس بزرگوں کی خدمت میں درخواست دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم سب خادمان دین کے لئے دعا فرماویں اور خصوصاً ہمارے والد بزرگوار کی درازی عمر کے لئے اور اسکے بعد اس خاکسار کیلئے دعا فرماویں کہ میں اپنے آقا و مولیٰ کے حضور یہ عرض کر دیا تھا۔ اور اب قوم کے سامنے بھی اسکا اظہار کر دیا ہے۔ کہ میں نے اپنی زندگی کا مقصد وحید سلسلہ احمدیہ کی خدمت و ترقی قرار دیا ہے۔ اللہ میرے اس مقصد میں میری مدد فرمائے۔ اور میرے راستے سے ساری مشکلات دور کر کے مجھ کو حقیقی خادم جس کے اندر ریا کا [illegible] بھی نہ ہو۔ بنائے۔ اور اس کے ساتھ مجھ کو اور میرے خاندان کو رزق حلال اپنے حضور سے دے۔ اور جماعت یا کسی انجمن کے نوکر ہو کر خدمت نہ کریں بلکہ ہماری تمنا ہے کہ اس راہ میں ہمارا مال۔ ہماری جان اور بیوی اور بچے بھی خرچ ہوں۔ آمین ثم آمین ::

خادم

سلسلہ احمدیہ محمود احمد مصری۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سوامی شردھانند جی کا مباحثہ سے کھلا گریز

سوامی شردھانند نے بڑے زور شور سے مباحثہ کا کھلا چیلنج دیا اور جب ہماری طرف سے بذریعہ تار آمادگی ظاہر کی گئی تو سوامی جی خاموش ہو گئے۔ اب پھر انہوں نے ایک اعلان شائع کرایا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا پہلے انھوں نے کوئی اعلان نہیں کیا۔ اور اب ۹ر ستمبر تک انکے پاس درخواستیں بھیجنی چاہئیں اور اس میں جو شرائط سوامی جی نے تجویز کی ہیں۔ وہ اپنی مرضی کے موافق چھاپ کر لکھدیا حالانکہ شرائط تو فریقین کے تبادلہ خیالات سے طے ہوتی ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ سوامی جی مباحثہ سے گریز کر رہے ہیں۔ اور میدان میں آنا نہیں چاہتے۔ اور لطف یہ ہے کہ وہ آپ بہ حیثیت مباحث یا مناظر کھڑے ہونیکا اعلان نہیں کرتے۔ میں اسپر مفصل آیندہ انشاءاللہ لکھونگا۔ سر دست انکا تازہ اعلان شائع کرتا ہوں۔ تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جاوے کہ سوامی جی کسطرح بھاگ رہے ہیں۔

(ایڈیٹر)

موجودہ آریہ سماج نے اپنے قائم ہونیکے دن سے ساری دنیا کو ویدک آریہ دھرم کی دعوت دے چھوڑی ہے۔ اور اس کے مطابق اب تک مباحثے ہوتے رہے ہیں۔ لیکن کچھ عرصہ سے مسلمان اصحاب نے میری معرفت مباحثہ جاری کرنا زیادہ تر مناسب سمجھا ہے اسلئے انکی خواہش کو پورا کرنے کی غرض سے سب کا فرداً فرداً جواب نہ دیتے ہوئے ہندوستان کے کل مسلمان بھائیوں کو اطلاع دیتا ہوں کہ آریہ سماج ہر وقت مباحثہ کے لئے تیار ہے۔ ۹ر ستمبر ۲۳ء تک اسلام کے ہر ایک فرقہ کی طرف سے (جو مباحثہ کرنا چاہیں) میرے پاس درخواست آجانی چاہیئے کہ وہ کن کن مضامین پر مباحثہ کرنا چاہتے ہیں۔ مباحثہ ۳۰ر ستمبر ۲۳ء سے شروع ہو کر ۱۸ر اکتوبر ۲۳ء کو ختم ہو جائیگا۔ درمیان میں ۴-۹-۱۴ر اکتوبر کو چھٹی رہے گی۔ تاکہ ہر پانچویں روز سامعین کو آرام کا موقعہ ملجائے۔

جن فرقہ اسلام کی درخواست ۹ر ستمبر کے پیچھے آئیگی انکو علیحدہ وقت نہیں دیا جا سکے گا۔ وہ اپنے کسی قریبی فرقہ سے ملکر اپنی خواہش کو پورا کر سکتے ہیں۔ سب درخواستیں آجانے پر ۱۰ر ستمبر ۱۹۲۳ء کو کل فرقوں کے لئے تقسیم اوقات کر کے ان کو اطلاع دیجائیگی۔ شرائط مباحثہ حسب ذیل ہونگے:۔

(۱) صدر جلسہ آریہ سماج کی طرف سے ہوگا جس کا کام انتظام کا قائم رکھنا اور اوقات کا تقسیم کرنا ہوگا (۲) صدر جو ہدایات اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے مقررین اور اہل جلسہ کو دے وہ ماننا انکا فرض ہوگا۔ خلاف ورزی کرنے پر ایسا شخص اپنی جگہ سے ہٹا دیا جائیگا۔ (۳) ہر فریق کو دائرہ تہذیب میں رہنا ہوگا۔ خلاف ورزی کرنے پر صدر کا کام ہوگا کہ اس کو ہدایت کرے۔ (کسی کتابی تحریر کو جو اس فرقہ کی ہو پڑھ دینا خلاف تہذیب خیال کیا جائیگا۔ حاشیہ اصل کے موافق ہوگا خلاف نہیں۔) (۴) ایک وقت میں ایک ہی صاحب تقریر کریں گے کسی دیگر شخص کو بیچ میں بولنے کی اجازت نہ ہوگی۔ (۵) ہر سائل کو مجیب کا آخری سوال سنکر اپنی جگہ سے ہٹنا ہوگا۔ پہلے نہیں۔ تاکہ جلسہ میں امن اور سکون قائم رہ سکے۔ (۶) تقریر کیواسطے دس دس منٹ فریقین کو دیا جائیگا۔ ایک منٹ باقی رہنے پر صدر جلسہ گھنٹی بجائیں گے۔ دوسری گھنٹی پر فوراً بیٹھ جانا ہوگا۔ (۷) ہر معترض اپنے مقابل فریق کے مسلمہ عقائد پر ہی اعتراض کر سکیگا۔ اس سے باہر نہیں۔ خلاف ورزی کرنے پر اس کو اعتراض واپس لینا ہوگا۔ (۸) اگر کسی فرقہ کے مسلمہ عقائد بذریعہ انکی کسی تحریر کے ظاہر نہیں کئے گئے ہوں تو معترض کسی غلط اعتراض کے کرنیکا ذمہ وار نہ ہوگا۔ ہاں مجیب کو حق ہے کہ وہ پبلک کے سامنے یہ ظاہر کر دے کہ فلاں اعتراض کا وہ مکلف نہیں ہے جو اسکے مسلمہ عقیدہ کے خلاف ہو۔ (۹) صدر کو یہ حق نہ ہوگا کہ مباحثہ کے متعلق کسی قسم کی رائے کا اظہار کرے۔ پبلک کو اپنی رائے کا اظہار درمیان مباحثہ میں تالی وغیرہ یا اور ذریعوں سے کرنا مناسب نہ ہوگا۔ (۱۰) ہر فریق کو اختیار ہوگا۔ کہ ضرورت پڑنے پر پہلے مقرر کو تبدیل کر کے اس کی جگہ دوسرا کھڑا کر دے۔

(شردھانند سنیاسی نمبر ۱۷ نیا بازار دہلی)

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت الحمدللہ اچھی ہے۔ ۲ر ستمبر ۲۳ء سے آپ نے درس قرآن کریم شروع فرما دیا ہے۔ اور ہفوات المسلمین کے جواب میں بھی مصروف ہیں

(۲) فیروزپور سے خانصاحب منشی فرزند علی صاحب امیر جماعت تشریف لائے ہیں۔ آپ کی تبدیلی راولپنڈی ہو گئی ہے۔ فیروزپور کے ضلع میں خانصاحب نے جماعت کے انتظام اور تبلیغ کے سلسلہ میں خاص طور پر محنت اور شوق سے کام کیا ہے۔ اور فیروزپور کی جماعت اپنے رنگ میں بے نظیر جماعت ہے۔ یہ تبدیلی اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔

(۳) قادیان میں موسمی بخار کی کچھ شکایت پائی جاتی ہے۔ نزلہ اور زکام کی بھی عام طور پر شکایت ہے۔

جاپان میں زلزلہ عظیم

تازہ ترین برقی خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ جاپان میں ہولناک زلزلہ آیا ہے جس کیوجہ سے بہت سی جانیں ضائع ہوئی ہیں اور لاکھوں انسان بے خانماں ہو گئے ہیں۔ تفصیلات کا انتظار کیا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اپنی درماندہ مخلوق پر رحم کرے۔ آمین۔

علاقہ ارتداد کیلئے مبلغین کی فوری ضرورت

۱۵ر ستمبر ۱۹۲۳ء تک علاقہ ارتداد میں بھیجنے کے لئے ہمیں مبلغین کی فوری ضرورت ہے۔ پس جو احباب اس تاریخ تک روانہ ہو سکتے ہوں وہ اس اعلان کے پڑھتے ہی بواپسی ڈاک اطلاع دیں۔ اور بھیجے جانیکے لئے دفتر انسداد کی اطلاع کے منتظر رہیں جسوقت انکو ہمارا خط پہنچے اسوقت فوراً روانہ ہو جائیں۔ احباب بہت جلد اسبارہ میں اطلاع دیں۔ نیز مقامی سکرٹری صاحبان ایسے اصحاب کے ناموں سے ہمیں مطلع کریں۔

(خاکسار مرزا شریف احمد۔ نائب ناظر صیغہ انسداد ارتداد قادیان)

ٹیری ٹوریل فوج کیمتعلق اعلان

ٹیری ٹوریل فوج کیلئے ۱۲ رنگروٹوں کی ضرورت ہے احباب جلد مہیا فرما کر انکے نام بھجوا دیں تاکہ انکا ڈاکٹری معائنہ کرا کر نام درج کرایا جا سکے۔ نئے رنگروٹوں کے لئے سکھلائی کا کام ۵ر جنوری ۲۴ء سے شروع ہوگا۔ اور پرانے بھرتی شدہ اصحاب کی حاضری جالندھر میں ۲ر فروری ۲۴ء کو ہوگی۔ جو وہاں ۲۹ر فروری ۲۴ء تک کام سیکھتے رہیں گے۔ امسال خصوصیت سے کمانڈنگ افسر صاحب بہادر نے مجھے اطلاع دی ہے کہ غیر حاضر لوگوں پر مقدمات فوجداری چلائے جاوینگے۔ لہذا یہ امر خوب ذہن نشین ہونا چاہئے کہ نام درج ہونیکے بعد پھر نہ حاضر ہونا اور بغیر کسی معقول وجہ کے حاضری سے گریز کرنا بہت ہی قابل افسوس فعل ہے جس سے سلسلہ بدنام ہوتا ہے لہذا اس خاص شرط حاضری کے ماتحت احباب اپنے علاقہ سے خواہشمند اصحاب کو بھرتی کرائیں جو لوگ بھرتی ہونا چاہیں وہ دارالامان میں یکم جنوری ۲۴ء کو ضرور پہنچ جائیں۔ اور جو لوگ جس اگین کے بھرتی ہو چکے ہیں وہ اگین اپنے لوگوں کو جہاں جہاں وہ ہوں۔ اطلاع بھیجدے کہ تاریخ مقررہ پر نہ پہنچنے والوں پر مقدمات چلائے جائیں گے۔

ناظر امور عامہ۔ قادیان۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صدائے درد

تحریک تبلیغ کا تاریک رُخ

منعنونہ بالا عنوان سے ۵ر ستمبر ۱۹۳۴ء کے مسلم راجپوت میں ایک سلسلہ مضامین شروع ہوا ہے جسکو کوئی مسلمان افسوس اور دُکھ کے سوا نہیں پڑھ سکے گا۔ کنور عبدالوہاب خانصاحب کی وہ رپورٹ جس کا اقتباس اسمیں دیا گیا ہے میری نظر سے ابھی تک نہیں گذری۔ اور اسلئے میں اسپر کوئی رائے قائم نہیں کر سکتا۔ لیکن جو حصہ انہوں نے علماء کے متعلق لکھا ہے کچھ شک نہیں بالکل صحیح ہے۔ میں اسلئے اس کو درج نہیں کرتا۔ کہ علماء سے ہمیں شکایت ہے۔ اور وہ ہماری مخالفت کرتے ہیں بلکہ واقعہ نفس الامر میں یہ ہے کہ انہوں نے اپنے منصب سے الگ ہو کر وقت کی نزاکت کا احساس نہیں کیا اور اس فتنہ کو بڑھنے دیا۔

میں بغیر کسی قسم کے ریمارک اور رائے کے مضمون موصوف سے اس حصہ کو درج کر دیتا ہوں۔ تاکہ سمجھدار لوگ حقیقت سے واقف ہو جاویں۔ خدا کے برگزیدہ نے چونتیس سال پیشتر انکی حالت کو دیکھ کر کہا تھا کہ

عالماں را روز و شب جنگ از جوش نفس
زاہداں غافل سراسر از ضرور تہائے دیں

اگر اب بھی مسلمان اس غلطی کا احساس کریں تو بہت کچھ ہو سکتا ہے اور وہ اتحاد عمل کی برکات سے کامیاب ہو سکتے ہیں۔ الیس فیکم رجل رشید۔ (ایڈیٹر)

فتنہ ارتداد کے جواب میں تحریک تبلیغ جس زور شور سے اوٹھائی گئی اُس سے اُمید ہوئی تھی کہ مسلمان میدان مار لیں گے۔ مگر ان کی دیگر تحریکوں کی مانند اس میں بھی رخنہ اندازیاں شروع ہو گئیں اور علماء خانہ جنگیوں میں معروف ہو گئے۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ تحریک مذکور رفتہ رفتہ خراب ہوتے ہوتے گئی۔ کنور عبدالوہاب خانصاحب ناظم اعزازی مجلس نمایندگان تبلیغ و آنریری جنرل سکرٹری انجمن اتحاد راجپوتان ہند شروع ہی سے اس تحریک میں نمایاں حصہ لے رہے ہیں۔ اور تمام ان جماعتوں کے حالات سے پوری واقفیت رکھتے ہیں۔ جو فتنہ ارتداد کی روک تھام کے لئے میدان عمل میں موجود ہیں۔ آپ نے حالات سے تنگ آ کر اور اپنے کو مجبور محض پا کر آخر کار ان افسوسناک حالات کی پردہ دری پر کمر باندھی ہے جو اب تک مصلحتاً پردہ اخفاء میں مستور تھے۔ اپنے ایک پمفلٹ میں آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"کس قدر باعث افسوس و حسرت ہے کہ وہ قوم جس کو اول دن سے آپس کے اتفاق و اتحاد کی تعلیم دی گئی ہو جس کے متحد رہنے کیواسطے بہت سی آیات قرآنی اور بے شمار احادیث نبوی موجود ہوں۔ جن کا خدا ایک رسول ایک قبلہ ایک طریقہ عبادت ایک ہو۔ اس کے افراد کسی دنیوی معاملہ میں نہیں بلکہ خالص مذہبی مسئلہ تبلیغ میں نہ صرف آپس میں متفق نہیں ہیں۔ بلکہ آپس میں اختلاف شدید رکھتے ہیں۔ میرے درد و غم کی کوئی انتہا نہیں رہتی جب میں دیکھتا ہوں کہ وہ گروہ جس پر ہماری ہدایت کا دار و مدار ہے یعنی گروہ علماء اس سے تمسک رکھنے والے یا یوں کہو تو بیجا نہ ہوگا کہ اس مشترک فرقہ کو بدنام کرنے والے لیکن دعویداران مولویت میں وہ نفاق اور شقاق ہے کہ اللہ تعالےٰ سے امان مانگنی پڑتی ہے۔ میری آنکھوں نے یہ منظر بھی دیکھا ہے کہ کسی خوش عقیدہ لیکن بد قسمت شخص نے کسی فاتحہ اور درود خوانی کی محفل میں دو مولوی صاحبان کو مدعو کر لیا ہے۔ تو ایک مولوی صاحب دوسرے مولوی صاحب کو دیکھ کر مکان کے دروازے ہی سے داعی کی عاجزی اور خوشامد کے باوجود یہ کہکر واپس ہوتے ہیں۔ کہ ایسی محفل میں ہم شریک نہیں ہو سکتے جس میں ہمارے مخالف اور دشمن شریک ہوں۔ بعض نام نہاد مولوی صاحبان کا فرسازی کی مشین جو زمانہ تحریک ترک موالات میں معطل پڑے رہنے کے سبب سے زنگ آلود ہو گئی تھی رقبہ ارتداد میں اپنے ہمراہ لیکر آئے ہیں۔ اور بجائے کافروں کو دائرہ اسلام میں داخل کرنیکے کلمہ گو اشخاص کو کافر بناتے رہتے ہیں۔ ایسے خود ساختہ مولوی صاحبان بھی ہیں جو شب و روز اس تاک و دو میں ہیں کہ مجلس نمایندگان تبلیغ کی جڑ قطع کیجائے کیونکہ اسمیں بغیر علماء بھی شریک ہیں اور ان کے نزدیک چونکہ بد قسمتی سے ان پر مولویت کا اطلاق نہیں ہوتا ہے اسوجہ سے کسی شعبہ تبلیغ میں انکے شامل رہنے کا کوئی حق نہیں ہے اسکے علاوہ ایک اور بھی کاوش ہے جس کا حال آگے چلکر تحریر کرونگا۔

ایسے بھی لوگ ہیں جو ان لوگوں میں جا کر جنکی اصلاح منظور ہے دوسری جماعتوں اور لوگوں کی برائی کرتے ہیں۔ انکو اسلام سے خارج بتاتے ہیں۔ اسکا اثر اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ راجپوت مسلمان ان اختلافات کو دیکھکر دونوں فریق سے بدگمان ہو کر آریوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ایسے بھی لوگ ہیں جو قبلہ زادہ میں گشت کرتے رہتے ہیں۔ انکا کام یہ ہوتا ہے کہ جس مقام پر انکو پتہ لگے کہ کسی جماعت کے مبلغین یہاں کوئی اصلاح کی صورت پیدا کی ہے مرتدین کو واپس کیا ہے یا اور کوئی نمایاں کام کیا ہے اس کام کو اپنی جماعت سے منسوب کر کے پریس میں اڑا دیا جائے۔ ایسی جماعتوں کی بھی کمی نہیں ہے جو سبز باغ ہی دکھاتی رہتی ہیں۔ اور بعض اوقات تو بلا پر کا ہی کوا ہوتا ہے جو خبریں اگر کسی حد تک واقعیت پر مبنی ہوتی ہیں ان کی تشہیر سے ایک یہ بھی نقصان ہوتا ہے کہ فریق مخالف آگاہ ہو کر فوراً تدارک کرتا ہے۔ اور ہمارے بھائی منہ دیکھتے رہجاتے ہیں بعض جماعتوں اور نام نہاد مولوی صاحبان کا کام تحریک خلافت کو بدنام کرنا بھی ہے۔ غالباً انکے فرائض میں داخل ہے۔ کہ چھوٹے سے بڑے تک ہر تارک موالات لیڈر کو صلواتیں سنائی جائیں۔ مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی بیچارے تو کس شمار و قطار میں ہیں۔ امیر امان اللہ خان ایدہ اللہ بنصرہ بھی محض اس جرم میں کہ وہ ہندوستان کی جماعت احرار کے بظاہر طرفدار معلوم ہوتے ہیں۔ اون کی بدگمانی سے نہیں بچتے۔ فتنہ ارتداد ہندو مسلم اتفاق کا نتیجہ بتایا جاتا ہے۔ شہر میں اگر راسخ العقیدہ مسلمان کسی عالم کے واعظ کی محفل منعقد کرتے ہیں تو دوسری جماعت کے نام نہاد مولوی صاحبان کچھ غنڈوں اور بدمعاشوں کو بھیجتے ہیں۔ تاکہ وہ جلسہ کے مختلف مقاموں پر بیٹھیں۔ اور جلسہ شروع ہو جانے کے بعد یہ کہکر اوٹھیں۔ کہ یہ مولوی تو ہندوؤں کا طرفدار معلوم ہوتا ہے۔ ہم اس کا وعظ نہیں سنتے۔ غرض اس سے یہ ہوتی ہے کہ جلسہ میں انتشار پیدا ہو اور جلسہ برباد ہو جائے۔ اب میں کہاں تک اپنے دل داغدار کے داغ گنا ؤں۔ ناظرین مضمون ہذا اس سے ہی حالت کا کچھ اندازہ کر لیں گے۔

اب میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ کہ میں نے اور بزرگان ملک و قوم نے ان خرابیوں اور اختلافات کے رفع کرنے کی کس حد تک کوشش کی ہے۔ اس سے میری غرض اپنی کارگزاری ظاہر کرنا نہیں ہے۔ بلکہ بعض ان ہی خواہان ملت کو جن کو ان اختلافات کا کچھ علم ہوا ہے اور انھوں نے اخبارات میں مضامین لکھکر اختلافات کے رفع کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ ان کو یاد دلانا ہے کہ رفع اختلاف کی کوششوں میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا گیا ہے۔ جسکا مختصر حال یہ ہے۔

رموزِ حیات

زندگی کا راز مضمر دل کی بے خوابی میں ہے!
لطف جینے کا اگر کچھ ہے تو بیتابی میں ہے۔
شمع دل کے سوز سے پیدا ہے ساز زندگی
زندگی کہتے ہیں جس کو ہے گداز زندگی۔
ساز کو جب تک نہ چھیڑیں نغمہ زا ہوتا نہیں
عود ہستی خود بخود نادر نوا ہوتا نہیں
بوسہ مضراب غم میں ہے پیام زندگی
جنبش تار نفس سے ہے قیام زندگی
مضطرب جب تک ہے جاں برق مضطر برق ہے
زندگی اور موت میں بس اک تڑپ کا فرق ہے
چاہتا ہے گر بقائے زندگی دل کے لئے۔
شمع کے مانند جل محفل میں محفل کے لئے
دل کو تنہائی میں تڑپا نغمۂ خاموش سے
بزم ورنہ آشنا ہوگی نہ تیرے جوش سے
غم سے خالی زندگی انسان کی ہو سکتی نہیں
غیر قسمت سوختہ ساماں ہو سکتی نہیں!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

116

سفرنامہ مصر

مسووا

جیسے جیسے جہاز بندرگاہ کے قریب آ رہا تھا۔ بندرگاہ کی اشیاء بخوبی نظر آنے لگیں سینکڑوں آدمی جہاز کا تماشا دیکھنے کے لئے موجود تھے بعض اٹالین پولیس آفیسر سبز رنگ کی وردی پہنے اور اوپر گلے کے قریب سرخ رنگ کا کالر لگائے کھڑے تھے۔ ہزاروں من غلہ اور مختلف اجناس وہاں جمع تھا بہت سے ہندو دھوتیاں باندھے سروں پر کالیاں ٹوپیاں پہنے ادھر سے ادھر پھر رہے تھے۔ سامنے ایک جگہ کئی ہزار شراب کا مٹکا رکھا ہوا تھا جس سے اس شہر کے لوگوں کی اخلاقی حالت کا بخوبی موازنہ ہو گیا۔

حبشیوں کے چہرے بہت خوش نظر آتے تھے۔ کیونکہ وہ اس ملک میں آ گئے تھے جس میں انکی قوم حکومت کر رہی ہے جہاز تھوڑی دیر میں دھکے پر جا لگا یہاں پولیس کے سپاہی بہت سے کھڑے تھے جن کے سروں پر بہت لمبی ترکی ٹوپیاں تھیں۔ اور سپاہی پاؤں سے ننگے تھے وردی بھی غربت کا اظہار کر رہی تھی۔ ہر حبشی سپاہی کے گلے میں ایک ایک ریوالور پڑا ہوا تھا۔

مسٹر آسارام شدہ کی طبیعت کچھ خراب تھی۔ وہ میرے ساتھ شہر جانے کے لئے تیار ہو گئے کہ ڈاکٹر صاحب سے ملکر کوئی دوائی لیں۔ اس غرض سے جب ہم شہر میں داخل ہوئے تو معلوم ہوا کہ کوئی گھوڑا اس شہر میں نہیں ہے اور نہ کوئی گاڑی۔ اور نہ سواری کے لئے گدھا راستے نہایت غلیظ تھے۔ شہر کا کوئی راستہ پختہ نہ تھا تمام غلہ لادنے کی گاڑیوں میں انسان جتے ہوئے تھے۔ چھوٹے چھوٹے بچے سینکڑوں ادھر ادھر ننگے پھرتے تھے بعض غرباء میدانوں میں ڈیرے ڈالے پڑے تھے کوئی گلی ہموار نہ تھی۔ کوئی کوچہ درست نہ تھا۔ ہر طرف یہ کہ اللہ تعالے کے عذابوں نے جو زلزلہ کی شکل میں ان پر وارد ہوا جسنے کوئی دیوار درست نہیں رہنے دی۔ کوئی چھت نہ تھی جو شکستہ نہ ہو کوئی دیوار نہ تھی جو مکسور نہ ہو۔ کوئی گھر نہ تھا جس پر مسووا کے معماروں کے عمل جراحی کے اثرات ظاہر نہ تھے۔ بڑی بڑی عالیشان عمارتیں تھیں۔ مگر اس قابل نہ تھیں کہ چند منٹ کوئی وہاں سر چھپالے۔ لوگوں کے قویٰ کثرت شراب کی وجہ سے اسقدر پست معلوم ہوتے تھے کہ خدا کی پناہ۔ اگر کوئی عمارت گر گئی تو ممکن نہیں کہ اس کی مرمت کریں۔ پھر اس کے آباد حصہ میں چلے گئے بس پر دوسری آفت یہ تھی کہ سب عمارتوں کو گھن لگا ہوا تھا کسی دیوار کو ہاتھ لگاؤ تو دیوار دو ہاتھ سرکا تھا قریب کرتی تھی شہر کی یہ حالت دیکھ کر سخت حیرانی ہوئی نہ کوئی میونسپلٹی ہے اور نہ کوئی انتظام ہے راہ چلتے آدمیوں کو ٹھوکریں لگتی ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر ہم نے ڈاکٹر کے پاس جانے کو ملتوی کر دیا۔ اور یہی ارادہ کیا کہ پنڈت ٹھاکر دت صاحب کی مرمت دہرا

جس کو پینٹ ہوئے ڈاکٹر صاحب نے میرے ٹرنک میں رکھ دیا تھا کو استعمال کریں گے۔ ہر طرف بازاروں میں مچھلیاں جھوٹی جا رہی تھیں سمندر کا سیپ اور کوڑیوں کی شکل کی چیزیں بہت بک رہی تھیں۔ اشیاء کچھ سستی تھیں مگر گوشت صرف ایک ہی وقت دن میں ہوتا ہے سبزی کی مارکیٹ ایک ہی دفعہ لگتی ہے۔ مارچ کا مہینہ تھا تربوز عام بک رہے تھے لوگ بہت میلے اور غلیظ تھے اچھا طبقہ بھی ہوگا مگر نظر نہیں آیا۔ جوار کے بھٹے بھی بک رہے تھے۔ ہم سخت حیران ہوئے دودھ کی کوئی دکان نہیں۔ شام کو بعض عورتیں جوار کی اور بعض باجرے کی روٹیاں لاکر بازاروں میں بیچتی ہیں۔ متوسطین اور امراء کا طبقہ غالباً انگریزی روٹی کھاتا ہے کیونکہ انگریزی روٹی کے تنور کئی ایک دیکھے۔ ہندو دوستوں نے یہاں کی تجارت پر مکمل قبضہ کیا ہوا ہے کپڑے کی ساری تجارت اور پنساری کی تجارت۔ حجامت کی دوکانیں درزی کی دوکانیں ہندو دوستوں کی تھیں۔ خود مسووا کے باشندے بہت کم دوکاندار ہیں۔

میں نے دریافت کیا کہ یہاں کسی مسلمان کی بھی دوکان ہے تو معلوم ہوا کہ ایک باورچی مسلمان ہے روٹی کی دوکان کرتا ہے۔ اس کے ملنے پر معلوم ہوا کہ یہ بدقسمتی پر رو رہا ہے کہ وہ کیوں یہاں آیا۔ اس نے بتلایا کہ وہ عرصہ آٹھ نو سال سے اسطرح یہاں آیا ہے۔ بعد میں مجھ کو میرے دوست شیخ محمد سعید حجازی سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان تاجر بھی ہے ہم نے بازار سے کچھ چیزیں خریدیں۔ ایک عرضی جو ایک روپے کو ملی۔ ایک لڑکا ہمارے ساتھ تھا۔ اس کو ہم نے پیسے دیکر رخصت کر دیا۔ پھر یہ دیکھا کہ وہ لڑکوں کے جھرمٹ میں بیٹھا جوا کھیل رہا ہے۔ مسلمانوں کی حالت پر سخت افسوس آیا۔ ان کا بیوار میں جتنے ہوئے مسلمان تھے۔ نہایت گندی غذاؤں کے کھانے والے جن کے تن پر نہ کپڑا اور نہ کھانے کے لئے غذا اور نہ رہنے کے لئے مکان۔ نہ ان کی زندگی کا کوئی مقصد چھوٹے چھوٹے بچے شراب اور جوئے کی مرض میں مبتلا پائے گئے۔

وہ لوگ جو ساتھ کر دیں مسلمانوں کی تعداد پر خوش ہیں کبھی وہ مسلمانوں کی اس گری ہوئی حالت کا اندازہ کریں جو کہ دنیا میں انکی ہو رہی ہے۔ ہندوستان کی آزادی کا خیال انکے دل میں موجیں مار رہا ہے۔ ہم جہاز پر آ گئے آسا رام صاحب کھانے کی تیاری کرنے لگے۔ اور میں اپنی آنکھوں کو بند کر کے ایک لمبی اور گہری سوچ میں پڑ گیا۔ اور مسلمانوں کی اس گری ہوئی حالت پر افسوس کرنے لگا۔ میں نے حکومت انگریزی اور حکومت اٹلی کا مقابلہ کیا اور اپنے آپ کو ایک نہایت ہی بلند مقام پر پایا۔ ہر قسم کی راحتوں کے اندر اور ہر قسم کی آزادیوں میں دیکھا۔ میری آنکھوں کے سامنے مسووا کے کھنڈرات خدا تعالے کے قہری نشانات پیش کرنے لگے۔ اور اس قوم کی گری ہوئی حالت پر مجھ کو آنسو بہانے کا موقعہ ملا۔ میرے دل میں جوش آیا کہ میں اسوقت خدا کی قائم کردہ جماعت کو متوجہ کروں اور وہ ان غریب انسانوں کی اخلاقی اور روحانی حالت کی اصلاح کی طرف توجہ کریں۔ جو آج اس تہذیب و تمدن اور اصلاح کے زمانہ میں اپنی ذلیل صفات کی وجہ سے

بالکل گدھوں کی طرح ہیں۔

کاش وہ لوگ جو کو آزادی کے خواہاں ہیں ذرا علم پڑھیں وہ اول ان اقوام سے ملیں کہ اس عمارت کی تعمیر کن عناصر

رات ہوئی مسووا کے سیاہ خام لڑکے جہاز پر بھیک مانگنے کے لئے گھومنے لگے۔ ایک لڑکے کو اٹالین سپاہیوں نے ایک بوتل تیز شراب کی پلا دی مجبوراً نہیں بلکہ اس نے مانگی اور انہوں نے دیدی بس پھر کیا تھا وہ جھٹ پی گیا۔ چند منٹ کے بعد وہ نشے میں غرق ہو گیا اور اسقدر ناچنا اور گانا کہ جس کی حد نہیں۔ سب اٹالین لڑکے اس کے ساتھ مخول کرنے لگے وہ ناچتا تھا کودتا تھا لوگ ہنستے تھے مگر میں اس مسلمان لڑکے کی حالت پر رو رہا تھا کہ اس کی زندگی علوم سے بعید ہونے کی وجہ سے برباد اور بالکل تباہ ہو چکی ہے جب رات زیادہ ہو گئی تو جہاز کے چوکیداروں نے ان کو مار مار کر جہاز سے نکال دیا۔ آج جہاز کے ملاحوں نے عمدہ عمدہ کپڑے پہنے ہوئے تھے اور دوسرے جہاز کے لوگ بھی آ گئے اور سب نے مل کر آج ایک تھیٹر میں گانا بجانے کا انتظام کیا اس جہاز میں چند اٹلی کی لڑکیاں بھی تھیں جو کہ علاوہ اس سے بدچلن معلوم ہوتی تھیں ان کی حالت بہت ہی معیوب تھی۔ مجھ کو ان کا ذکر کرتے ہوئے شرم محسوس ہو رہی ہے۔ اس سے مجھ کو اسلام کے وہ برکات معلوم ہوئے جن کی وجہ سے ایک حقیقی مسلم عورت دنیا میں نمایاں امتیاز رکھتی ہے۔

الغرض انہی خیالات میں سویرا ہو گیا۔ میرے جہاز کو یہاں تین دن کھڑے رہنا ہے۔ اس لئے ان تین ایام کے حالات کے لئے ناظرین کو اگلے اخبار کے لئے انتظار کرانی

(باقی)

مسووا میں میرے تین دن

رات کو یکدم بارش ہو گئی جس سے سب مسافر جاگ پڑے ہم چونکہ آسمان کے نیچے بستر ڈالے ہوئے تھے اس لئے ہم کو زیادہ تکلیف ہوئی۔ میرے پاس مصری نوجوان ابراہیم دوڑا ہوا آیا۔ جو کہ اس جہاز میں کام کرتا تھا کہ آپ میری کیبن میں چلے جائیں مگر میں نے پسند نہ کیا کہ ساتھیوں کو تکلیف میں چھوڑ کر چلا جاؤں اسلئے وہیں رہا۔ ابراہیم میرے ٹرنک وغیرہ اٹھا کر اپنی کیبن میں لے گیا۔ جس سے میرا اسباب بھیگنے سے بچ گیا۔ اسی طرح تکلیف سے رات گذر گئی۔ یہاں سے تین بوڑھی یہودی عورتیں سوار ہوئیں جو بیت المقدس جا رہی تھیں۔ ایک عورت انکی ماں تھی اس کی عمر قریباً ستر سال سے زیادہ تھی کیونکہ اسکی بیٹیاں بھی پچاس سال سے اوپر کی تھیں۔ یہ عورتیں اپنی ماں کی حد درجہ کی خدمت کرتی تھیں۔ سخت ہی بے کسی کی حالت میں تھیں۔ اور ان کے پاس کوئی کوئلہ وغیرہ بھی نہ تھا جس سے اپنی روٹی وغیرہ ہی پکا سکیں بہت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکتوبات احمدیہ کی چھٹی جلد

دفتر الحکم کی خصوصیت ہے کہ اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات اور مکتوبات وغیرہ کو محفوظ کرنے میں ہر ممکن سعی کی ہے اسوقت تک مکتوبات کے کئی حصے شائع ہو چکے ہیں حضرت اقدس کے مخلص اور جان نثار مریدوں کے نام جو مکتوبات ہیں ان کی اشاعت کا جو سلسلہ شروع کیا گیا تھا میری قادیان سے غیر حاضری کے سبب بند ہو گیا ہیں اب رفتہ رفتہ ان تمام کاموں کو پھر جاری ہونے ترتیب دے رہا ہوں۔ چونکہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں میں چاہتا ہوں کہ جلد جلد ان ذخیروں کو شائع کر دوں۔ اس سلسلہ میں مکتوبات احمدیہ کی چھٹی جلد ستمبر ۱۹۲۳ء میں پریس میں انشاء اللہ چلی جائیگی۔ اس جلد میں حضرت چودھری رستم علیخانصاحب کے نام مکتوبات ہیں۔

چودھری صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فدائیوں میں سے تھے۔ اور جب سے وہ سلسلہ میں داخل ہوئے ایک منٹ کے لئے بھی کبھی کوئی ابتلاء نہ آیا۔ اور آخر سلسلہ کی خدمت کرتے ہوئے اپنے مولا حقیقی سے جا ملے۔

میں چاہتا ہوں کہ مکتوبات کی اس جلد کے ساتھ مرحوم چودھری صاحب کے کچھ حالات زندگی بھی لکھ دوں۔ اسلئے جماعت کے قدیم احباب سے درخواست ہے کہ چودھری صاحب کے سوانح عمری کے متعلق کوئی واقعہ انہیں معلوم ہو تو مجھے لکھ بھیجیں ان کتابوں کا سلسلہ اسی صورت میں جاری رہ سکتا ہے کہ احباب بکثرت سے ان کو خرید کریں۔

درخواستیں دفتر الحکم میں بھیجی جاویں۔

مرآۃ الجہاد

آریوں کی طرف سے مسئلہ جہاد پر بہت اعتراض کئے گئے ہیں لیکھرام مقتول نے ایک خاص کتاب لکھی ہے اور آج آریوں نے اشتہاری کی تحریک کی بنیاد اسی پر رکھی ہے کہ اسلام بذریعہ تلوار پھیلایا گیا ہے۔ اس کتاب میں اس مسئلہ کی حقیقت علمی اور تاریخی حیثیت سے اس خوبی سے بیان کی گئی ہے کہ بےاختیار مصنف کی محنت اور ہمت کی داد دینی پڑتی ہے۔ اس کتاب میں آریوں کے قتل و غارت لوٹ مار اور بے حد ظلم اور زیادتیوں کا تاریخی ثبوت ایک خاص فصل میں دیا ہے کتاب قابل دید ہے اور اسکی کثرت اشاعت کیجئے ورنہ ہے۔ ۲۱۲ صفحہ کی کتاب کا سادہ عمدہ فیصلہ کے حساب سے دفتر الحکم قادیان سے ملیگی محصولڈاک اسکے علاوہ ہے یہ کتاب مولوی سید وزارت حسین صاحب اورینی دستگیری کی تالیف ہے۔

مصری جماعت نے ایک اور کتاب شائع کی ہے

مصر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے احمدی جماعت کی بنیاد قائم کر دی ہے میں اپنے رب کریم کے فضل و کرم کو دیکھتا ہوں اور اپنی کمزوریوں اور خطا کاریوں پہ نظر کرتا ہوں تو شرم سے پانی پانی ہو جاتا ہوں۔ مصر میں تبلیغ و اشاعت کے لئے محض اپنی غریب نوازی سے اوسنے موقعہ دیا کہ میرا پیارا بیٹا عزیز مکرم شیخ محمود احمد صاحب کو جو سلسلہ کی خدمت کے لئے مقرر تھا بھیج سکا۔ اور پھر اسی نے ایسی توفیق دی کہ وہ ایک جماعت کے بنانے میں کامیاب ہو سکا۔ مصر کی جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اہل علم اور ممتاز طبقہ کے لوگ شامل ہو رہے ہیں۔ حال میں سید عبدالمجید کامل آفندی کی شمولیت سے جماعت کو بہت بڑی تقویت ہوئی ہے۔ اور علمی اور قلمی کام شروع ہو گیا ہے۔ جماعت کی طرف سے جماعت کے خرچ پر اسلامی نماز کا ترجمہ عربی میں شائع ہوا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے انگریزوں کے لئے نماز کا ایک چھوٹا سا رسالہ لکھا تھا جس میں نماز پڑھنے کے مختلف تصویریں بھی دی تھیں اسی رسالہ کا عربی ترجمہ جماعت مصر نے نہایت خوبصورت اور عمدہ کاغذ پر اُسی تقطیع پر چھاپا ہے یہ کتاب یقیناً مصر میں نہایت دلچسپی سے پڑھی جاوے گی۔ اور مسلمان بچوں کو نماز کیطرف متوجہ کر سکے گی۔ ایسی کتابوں کی عام اشاعت مصر جیسے ملک میں دینداری کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے بہت ہی با برکت ہوگی۔ اسلئے میں جماعت کے ان خاص احباب کو جو خدا کی دی ہوئی دولت کے بہترین مصرف کو جانتے ہیں متوجہ کرتا ہوں کہ اس کتاب کی اشاعت کیلئے اپنی مصری جماعت کو مدد دیں۔ اس کتاب کی قیمت ہندوستان کیلئے انہوں نے ۴ر رکھی ہے۔ میری رائے میں مصر میں مفت اشاعت کے لئے وہ شاید اس سے بھی کم پر دے سکیں۔ اور اگر اس کتاب کا خرچ مصری جماعت کو ملجاوے تو پھر وہ اور بھی کتاب اس طریق پر شائع کر سکتی ہے میرے خیال میں ہر جگہ کی انجمن اگر کم از کم ۲۰ کتابوں کی قیمت انکو بھیجدیں تو کم از کم دو ہزار کتاب شائع ہو جائیگی۔ جو صاحب اس کتاب کی اشاعت کے لئے کوئی رقم بھیجنا چاہیں تو وہ آسانی کے لئے یہ کر سکتے ہیں کہ ٹامس کُک اینڈ سنس بمبئی کو روپیہ بھیجدیں اور انکو ہدایت کر دیں کہ وہ شیخ محمود احمد خلف شیخ یعقوب علی عرفانی کو قاہرہ میں اپنے دفتر کی معرفت پہونچا دیں۔ اور شیخ محمود احمد صاحب کو بذریعہ خط اطلاع دی جاوے۔ جن کا پتہ یہ ہے۔

شیخ محمود احمد احمدی البشیر خلیج مصری نمبر ۵۰۵ قاہرہ۔

البشریٰ ہمارا عربی رسالہ کی اشاعت کا سوال زیر غور ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ یہ رسالہ جاری ہو جائے گا۔

عینک سے نجات

اصل ممیرے کا سُرمہ اور ممیرا مصدقہ مسیح موعودؑ اور خلیفہ اوّل حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ

یہ سُرمہ ککروں کے لئے۔ ابتدائی موتیا بند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑبال آنکھوں سے ہر وقت پانی جاری رہتا ہو نظر کمزور ہو اسکے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت سرمہ عہ تولہ۔ ممیرا ۴ر تولہ۔ ترکیب استعمال صبح و شام دو دو سلائیاں آنکھوں میں ڈالی جاویں اگر کسی شخص کو مفید ثابت نہ ہو بشرطیکہ اسنے باقاعدہ پندرہ روز تک متواتر استعمال کیا ہو سُرمہ واپس کر دے میں اس کی قیمت واپس کر دونگا۔ اس کے مجرب ہونے پر کچھ شہادتیں علاوہ میرے ذاتی تجربہ کے پیش کرتا ہوں۔

(۱) میں نے جناب سید احمد نور صاحب کابلی مہاجر قادیان کا سرمہ آزمایا اور بفضلہ تعالیٰ بہت ہی مفید پایا۔ نیز حضرۃ والدہ ماجدہ سلمہا اللہ تعالیٰ کی آنکھیں بہت کمزور ہو گئیں اس سرمہ سے انکو غیر معمولی فائدہ ہوا (محمد اسمٰعیل مولوی فاضل و منشی فاضل)

(۲) میں نے سرمہ ممیرا بھائی احمد نور مہاجر قادیان سے لیکر دو ہفتہ تک استعمال کیا۔ اب خدا کے فضل سے میں بغیر عینک کے لکھ پڑھ سکتا ہوں نہایت ہی مجرب اور اعلیٰ درجہ کا سرمہ ہے میں خدا کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں نہایت ہی عمدہ سرمہ ہے۔ (اللہ دین احمد سابق گرہانگ کانگ توپخانہ جنگی)

(۳) میں نے ۱۹۱۶ء شہر ملتان میں عینک آنکھوں پر لگائی تھی اور ۱۹۱۹ء میں جناب احمد نور سے سرمہ درجہ اوّل لیکر استعمال کیا اور جا کر عینک کو اتار دیا ہے اب عینک کی کوئی ضرورت نہیں۔ (خاکسار محمد علی کلیانپوری ضلع لائل پور ڈاکخانہ گگو ماہل کساب)

(۴) میں نے میاں احمد نور صاحب کابلی سے دو دفعہ سرمہ خریدا جسکو میں نے بہت مفید پایا اور دیگر لوگوں نے بھی مجھ سے لیکر استعمال کیا۔ سب نے اسکی تعریف کی۔ یہ سرمہ بہت عمدہ اور قابل قدر ہے۔ (عبدالرؤف ہیڈ کلرک ہائی سکول قادیان ۱۰-ح-ذ-۱۵)

(۵) میں نے احمد نور صاحب کابلی کا سرمہ ممیرا بارشاد ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب ایک ہفتہ لگایا تھا بفضلہ تعالیٰ اب بالکل آنکھیں اچھی ہیں اور نظر کامل ہو گئی ہے میں اس سرمہ کے مجرب ہونے پر گواہی دیتا ہوں۔ (خادم حضرت خلیفہ ثانی۔ شیر اقی اوریان)

(۶) میں نے سرمہ ممیرا تیار کردہ بھائی احمد نور صاحب کابلی خود استعمال کیا اور نیز اپنے رشتہ داروں کو بغرض استعمال دیا۔ اس سرمہ کو بہت مفید پایا۔ نیز آنکھوں میں جلن ہوا کرتی تھی جو خدا کے فضل سے اس سرمہ کو ایک ہفتہ استعمال کرنے کے بعد دور ہوا۔

(فضل کریم اسسٹنٹ حیدرآباد دکن)

سُرمہ سلاجیت - بقدر دانہ نخود صبح کو وقت دودھ سے استعمال کریں۔ قیمت قسم اوّل عہ فی تولہ قسم دوم ۸ر فی تولہ۔

سید احمد نور احمدی مہاجر قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)